جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۵۶ | مورخہ ۱۸ / نومبر ۱۹۲۴ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۴۳ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا بے تار برقی پیغام

بنام

مولانا مولوی شیر علی صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسب ذیل بے تار برقی پیغام ۱۴ / نومبر کے ۳ بجے کا چلا ہوا براستہ کراچی ۱۵ / نومبر ۵ بجے کے قریب قادیان پہنچا۔

"میری طرف سے (حضرت) اُم المومنین (رضی اللہ عنہا) (سیدہ) امۃ الحی (صاحبہ) اور دونوں خاندانوں (خاندان مسیح موعود اور خاندان حضرت خلیفہ اول رض) کو مبارک ہو۔ چونکہ پیدائش وقت سے پہلے ہوئی ہے۔ مجھے بچہ اور اس کی والدہ کی صحت کا فکر ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کا محافظ ہو۔ محمود احمد"

یہ تار حضور نے اس تار کے جواب میں ارسال فرمایا ہے جو حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کے ارشاد کے ماتحت مولود مسعود کی ولادت کے متعلق بمبئی سے بے تار برقی کے ذریعہ بھجوایا ✣

نظم

امیرِ کابل سے خطاب

قتلِ بے گناہ کے متعلق

(از جناب حافظ سید مختار احمد صاحب مختار ۔ شاہجہانپوری)

یہ نظم برادر عبد الجمیل صاحب احمدی نے بھیجی ہے جس کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

ہوگیا نذرِ ستم اک باوفائے قادیاں
عرش سے ٹکرا رہے ہیں نالہائے قادیاں

سنگدل سے سنگدل بھی ہو گئے ہیں بیقرار
تھا یہ دردانگیز قتلِ باوفائے قادیاں

اب تو حد سے بڑھ گئی تیری جفائے ناروا
اے امیرِ کابل اے ناآشنائے قادیاں

مار ڈالا نعمت اللہ خانِ خوش اطوار کو
کیا کیا اے دشمنِ اہلِ وفائے قادیاں

آہ! امان اللہ خاں ہو کر خلافِ امن کام
آہ! بے تقصیر رحمِ پارسائے قادیاں

دعوئ اسلام اور اس پر قتلِ مسلم ہائے ہائے
کیا کہیں اب تیرے حق میں اتقیائے قادیاں

تونے اے ظالم رنگے ہیں ہاتھ کس کے خون میں
اِک گدائے قادیاں اِک بے نوائے قادیاں

آہ! یہ ایذا رسانی یہ ستم یہ ظلم آہ!
اُف یہ دل آزاریٔ اہلِ صفائے قادیاں

اے ستمگر بھول بیٹھا یا ابھی کچھ یاد ہے،
کہہ چکا تھا جو پئے اہلِ وفائے قادیاں

سخت وحشی بھی کیا کرتے ہیں پابندیٔ عہد
سوچنا تھا یہ تو اے ناآشنائے قادیاں

قولِ مرداں جانِ مرداں کیا اسی کا نام ہے
کیا یہی لازم تھا بہرِ باوفائے قادیاں

کیا یہی لکھا تھا تیرے ذمہ وار ارکان نے
کیا یہی وعدے تھے اے ناآشنائے قادیاں

وہ ترا اعلانِ آزادیٔ مذہب کیا ہُوا؟
کس سے پوچھیں اب یہ پابندِ وفائے قادیاں

شرم اے پیماں شکن اے ظالم وسفاک شرم
شرم شرم اے دشمن اہلِ صفائے قادیاں

یہ اشارے کر رہا ہے خون اس مظلوم کا
دیکھ اے ظالم یہ ہے رنگِ وفائے قادیاں

تیرے مُنہ کی پھونک سے گو بُجھ گیا ہے اک چراغ
لیکن اس سے رُک نہیں سکتی ضیائے قادیاں

ہر طرف ہوگا اُجالا ہر طرف پھیلے گا نُور،
ضوفگن یہ ہوگا خورشیدِ سمائے قادیاں

جتنی تیرے دل میں آئے اُتنی کرلے روک ٹوک
ملک میں چل کر رہے گی اب ہوائے قادیاں

جو زمیں اکبار خونِ احمدی نے سینچ دی
اک نہ اک دن اس سے اُٹھیگی صدائے قادیاں

دیکھنا کابل میں کیسے گُل کھلاتا ہے یہ خون
دیکھنا کیا رنگ لاتی ہے حنائے قادیاں

شور بیرہ رہ کے اُٹھیگا گُلِ دیگر شگفت
ایں ہم از گلہائے باغِ پُر فضائے قادیاں

دیکھ لینا اب اُسی اسلام کو ہوگا فروغ
جس کے حامل ہیں جناب مقتدائے قادیاں

اب تو پھیلیگا وہی دینِ محمدؐ مصطفےٰ ام
سربکف جس کے لئے ہیں اتقیائے قادیاں

ایک دن یہ خونِ ناحق رنگ لائے گا ضرور
یاد رکھیں دشمن اہلِ صفائے قادیاں

تاکجا یہ نالہائے عرش پیما تاکجا
صبر اے مختار صبر اے باوفائے قادیاں

لنڈن کی کانفرنس مذاہب میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا مضمون

اخبار مانچسٹر گارڈین کا بیان

اخبار مذکور اپنے ۲۴ ستمبر کے پرچہ میں لکھتا ہے:-

"اس کانفرنس میں ایک ہلچل ڈالنے والا واقعہ جو اسوقت تک ظاہر ہوا۔ وہ آج سہ پہر کو اسلام کے ایک نئے فرقہ کا ذکر تھا۔ نئے فرقہ کا لفظ ہم نے آسانی کے لئے اختیار کیا ہے۔ ورنہ یہ لوگ اس کو درست نہیں سمجھتے۔ اس فرقہ کی بنا ان کے قول کے بموجب آج سے چونتیس سال پہلے اس مسیح نے ڈالی۔ جس کی پیشگوئی بائبل اور دوسری کتابوں میں ہے۔ اس سلسلہ کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ خداتعالیٰ نے اپنے صریح الہام کے ماتحت اس سلسلہ کی بنیاد اس لئے رکھی ہے۔ کہ وہ نوع انسان کو اسلام کے ذریعہ خداتعالیٰ تک پہنچائے۔ ایک ہندوستان کے باشندہ نے جو سفید دستار باندھے ہوئے ہے۔ اور جس کا چہرہ نورانی اور خوش کن ہے اور سیاہ ڈاڑھی رکھتا ہے۔ اور جس کا لقب ہز ہولی نس خلیفۃ المسیح الحاج میرزا بشیر الدین محمود احمدؐ یا اختصاراً خلیفۃ المسیح ہے مندرجہ بالا تحدی اپنے مضمون میں پیش کی۔ جس کا عنوان ہے "اسلام میں احمدیہ تحریک"۔ آپ نے اپنا پرچہ خود نہیں پڑھا۔ لیکن نہایت اعلیٰ انگریزی زبان میں چند فقرے بیان فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہیں چھ چھ گھنٹے تک بارہ بارہ ہزار آدمیوں کے مجمع میں تقریر کرنے کا عادی ہوں۔ لیکن میں نے کبھی ایک غیر زبان میں لکھا ہوا مضمون نہیں پڑھا۔ اور یہ بھی کہا کہ تمام دُنیا میں میری جماعت دس لاکھ نفوس کی ہے۔ آپ کے ساتھ اس پلیٹ فارم پر چند اتباع و اعوان بھی تھے۔ جو سبز پگڑیاں باندھے ہوئے تھے۔ آپ کے ایک اور شاگرد نے جو سُرخ رومی ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔ آپ کا پرچہ کمال خوبی کے ساتھ پڑھا۔

اس سلسلہ کی بنیاد سن ۱۸۹۰ء میں ملک پنجاب میں حضرت مرزا غلام احمد نے ڈالی۔ جو مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کے مدعی تھے عام مُسلمانوں نے ان کو ایک مفتری قرار دیا۔ لیکن آپ کا سلسلہ ترقی کرتا گیا۔ اور اب باقاعدہ مشن انگلستان۔ جرمنی۔ امریکہ۔ مغربی افریقہ گولڈ کوسٹ۔ مصر۔ ایران اور آسٹریلیا میں موجود ہیں۔ اور بہت سے اخبارات ہیں۔ جو اس سلسلہ کی اشاعت کے لئے وقف ہیں۔ اس سلسلہ کو اسلام سے وہی نسبت ہے۔ جو ابتدائی مسیحیت کو یہودیت سے تھی۔ اس مضمون کا مصنف بانی سلسلہ کے بعد تیسرا جانشین ہے اور آپ نے اپنے مضمون کو جس میں زیادہ تر اسلام کی حمایت اور تائید تھی۔ ایک پُرجوش اپیل کے ساتھ ختم کیا جس میں انہوں نے حاضرین کو اس نئے مسیح اور اس نئی تعلیم کے قبول کرنے کے لئے مدعو کیا۔ اس بات کا بیان کردینا بھی ضروری ہے کہ اس پرچہ کے بعد جس قدر تحسین و خوشنودی کا چیرز کے ذریعہ اظہار کیا گیا۔ اس سے پہلے کسی پرچہ پر ایسا نہیں کیا گیا تھا÷

حضرت خلیفۃ المسیح کی آمد کے متعلق احباب کو اطلاع

ذیل کے احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر کوئی تبدیلی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی آمد کے پروگرام میں جوکہ قبل ازیں اخبار الفضل مورخہ ۱۱ر نومبر ۲۴ء میں شائع ہوچکا ہے عمل میں آئی۔ تو اسکی اطلاع مفتی محمد صادق صاحب کی طرف سے آپکو بذریعہ تار ملیگی ایسی صورتمیں آپ اپنے علاقہ کے قائمقام احباب کو اطلاع دیدیں۔ تاکہ وہ حضرت صاحب سے ملاقات کرسکیں۔ چونکہ راستہ میں ریلوے لائن خراب ہوچکی ہے اسلئے امکان ہے کہ حضرت صاحب غازی آباد کے راستہ کی بجائے دہلی سے سیدھے انبالہ براہ کرنال پانی پت پہنچیں (۱) بابو محمد خالد صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین جھانسی (۲) صوفی محمد ابراہیم صاحب امیر المجاہدین آگرہ (۳) بابو محمد اعجاز حسین صاحب دہلی (۴) منشی حامد حسین خان صاحب پیشکار میرٹھ (۵) منشی عبد الخالق صاحب احمدی منظفرنگر (۶) مولوی عبد العزیز صاحب سہارنپور (۷) بابو عبد الرحمان [illegible] (۹) مفتی [illegible] (۱۰) [illegible] (۱۲) [illegible] (۱۳) ڈاکٹر [illegible]

الفضل (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

یوم سہ شنبہ - قادیان دار الامان - ۱۸ نومبر ۱۹۲۴ء

لنڈن کے نومسلموں کو پیغام احمدؐ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے،

انگریز مردوں اور عورتوں سے دلچسپ مذہبی گفتگو

۱۲ اکتوبر ۱۹۲۴ء یوم یک شنبہ ساڑھے چار بجے لنڈن کے نومسلم انگریزوں کو چار پر اس مقصد کے لئے بُلایا گیا تھا۔ کہ ان کو کھلے کھلے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت پہنچا دی جائے۔ ٹھیک ۴ بجے یہ نومسلم بھائی اور بہنیں آنے لگے۔ اور پانچ بجتے بجتے ایک اچھا خاصہ مجمع ہو گیا۔ حضرت جب تشریف لائے۔ تو سب نے احترام اور محبت سے آپ کا خیر مقدم کیا۔ اور فرداً فرداً حضرت خلیفۃ المسیح ۲ سے تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ چار نوشی کے بعد برادر نیّر نے اعلان کیا۔ کہ آپ چار پی چکے ہیں۔ اب وہ روحانی اور ابدی غذا پیش کی جاتی ہے۔ جس کے لئے آپ کو بُلایا گیا ہو۔ اور اس کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوتا ہے۔ نیّر صاحب کی تقریر حسب معمول پُر جوش تھی۔ ان کی مختصر تمہیدی تقریر کے بعد حافظ روشن علی صاحب نے سورہ بنی اسرائیل سے وقضی ربک والا رکوع تلاوت فرمایا۔ اس کا اثر خاص طور پر محسوس ہوتا تھا۔ ان کے بعد چودہری ظفر اللہ خان صاحب نے حضرت کا پیغام سُنایا۔ یہ پیغام حضرت نے ظہر اور عصر کی نمازوں کے پڑھ لینے کے بعد پونے چار بجے لکھنا شروع کیا تھا اور چودہری صاحب نے حسب معمول ساتھ ہی ساتھ ترجمہ شروع کیا اور وقت معینہ تک وہ اسکو ختم کر چکے۔ چودہری صاحب پر یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ وہ نہایت سُرعت سے نہایت سلیس اور بہتر ترجمہ کرتے ہیں۔ اور بہترین ترجمان ہیں۔ چنانچہ اس پیغام کے بعد سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور سوالات نہایت اہم تھے۔ حضرت صاحب چودہری صاحب کو ان کا جواب بتا دیتے۔ اور وہ فوراً اس کا ترجمہ کرتے اتنی جلدی کی کہ عقل حیران تھی۔ خاص طور پر ربّانی تائید کا مشاہدہ ہوتا تھا۔ اب میں ذیل میں وہ پیغام درج کرتا ہوں۔ اور پھر سوال و جواب الگ دئے جائینگے۔ یہ مجلس ۸ بجے تک قائم رہی۔ اور اکثر نومسلم رات کے کھانے میں بھی شریک ہوئے۔ پروفیسر لی اون (مسٹر کوٹم) معہ اپنی بیوی کے موجود تھے۔ اور بہت محظوظ ہو رہے تھے۔ حسب معمول عورتوں نے بھی مختلف قسم کے سوالات کئے۔ ایک خاتون شادی کے خلاف تھی۔ اور وہ اسکو غیر ضروری سمجھ رہی تھی۔ کہ نہیں کرنی چاہیئے۔ لیکن جب حضرت صاحب نے اس کو بتایا۔ کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو ایک خاص غرض کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ نسل انسانی بڑھے۔ شادی اس کا ایک ذریعہ ہے۔ جو شخص اسکی مخالفت کرتا ہے۔ وہ خدا کی مخالفت کرنا چاہتا ہے۔ اور ان طاقتوں کی بے حرمتی کرتا ہے۔ جو خدا نے اسکو دی ہیں۔ اور اگر سب لوگ اسی طرح خیال کرتے چلے جاویں۔ تو نتیجہ خراب ہو۔ دیر تک گفتگو کے بعد اس نے کہا۔ کہ یہ مسئلہ اب قابل غور ہو گیا ہے۔ میں اس پر ضرور فکر کرونگی۔

غرض دیر تک یہ لوگ حضرت سے تعلیم پاتے رہے۔ اور ایک افریقن عیسائی خاتون نے اظہار اسلام کے متعلق اپنے خیال کا اظہار کیا کہ وہ ایک وقت کی منتظر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے توفیق دے۔ وہ ایک معزز خاتون ہے۔ اور صاحب اولاد ہے۔ پیغام حسب ذیل ہے (عرفانی)

پیغام احمدؐ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِر

ہمشیرگان و برادران! السلام علیکم۔ میں نے آج آپ کو ایک تو اس لئے تکلیف دی ہے۔ کہ اب چند دنوں میں میں اور میرے احباب جانیوالے ہیں۔ آپ لوگوں سے پھر ایک دفعہ ملاقات ہو جائے اور دوسرے ایک اور ضروری اور اہم غرض کے لئے بلایا ہے۔ جس کا بیان کرنا ممکن ہے کہ آپ میں سے بعض کے لئے تکلیف کا موجب ہو لیکن چونکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا بیان کرنا مجھ پر فرض ہے۔ اس لئے میں اس کے بیان کرنے سے نہیں رُک سکتا۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرینگے۔

آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ کہ وہ جماعت جس کا میں اسوقت امام ہوں۔ ایک علیحدہ نام سے پکاری جاتی ہے۔ اور اس کا انتظام دوسری اسلام کی طرف منسوب ہونے والی جماعتوں سے بالکل الگ ہے۔ یہ فرق اور یا اختلاف کس وجہ سے ہے؟ کیا کسی ایک عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے۔ کیا عبادت کی کسی تفصیل کے اختلاف کی وجہ سے؟ نہیں ہرگز نہیں ٭

اگر یہ اختلاف ہوتا۔ تو میں ہرگز اس اختلاف کی وجہ سے ایک علیحدہ نام کے نیچے کام کرنے کے لئے تیار نہ ہوتا کیونکہ میرے نزدیک اتحاد جماعت تمام اجتہادوں پر مقدم ہے۔ ہر ایک اجتہاد خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ اس قابل ہے۔ کہ اسے اتحاد کی خاطر نمایاں نہ ہونے دیا جائے۔ پس اس اختلاف کی وجہ کوئی اجتہادی امر نہیں ہے۔ بلکہ اس کا موجب یہ ہے۔ کہ احمدی جماعت کے بانی کا یہ دعویٰ تھا۔ کہ بوجہ اس کے کہ مُسلمان اپنے عقیدوں اور اپنے عملوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے بالکل دُور ہو گئے تھے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی قدیم سنّت کے موافق آپ کو نبی بنا کر بھیجا۔ تاکہ حقیقی اسلام کو قائم کریں۔ اور اس سچی رُوح کو دلوں میں پیدا کریں۔ جس کے بغیر کوئی مذہبی ترقی ہو نہیں سکتی۔ پس چونکہ آپ نبی تھے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث تھے۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ آپ کے ذریعہ ایک نئی جماعت بنائی جاتی۔ جس طرح کہ ہمیشہ سے نبیوں کے زمانہ میں نئی جماعتیں بنائی جاتی رہی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں اسلام کی ترقی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ وابستگی کے ساتھ مُعلّق کر دی ہے۔ اور اس سلسلہ کے بغیر اسلام کے زندہ رہنے کی کوئی اُمید نہیں ہے۔ انسانی عقل انہیں واقعات کے متعلق سوچ سکتی ہے۔ جن کے سب اسباب سامنے موجود ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ اُس غیب سے واقف ہے۔ جس تک انسان کی نظر نہیں پہنچ سکتی۔ پس فیصلہ وہی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کا فیصلہ وہی ہے۔ جو میں نے اُوپر بیان کیا ہے ٭

اے ہمشیرگان اور برادران! آپ لوگوں نے اس مذہب کو چھوڑ کر جس پر آپ کے باپ دادا چل رہے تھے۔ ایک نئے مذہب کو اختیار کیا ہے۔ آپ کی یہ قربانی قابل قدر ہے۔ مگر آپ کو معلوم ہے۔ کہ اسلام کیا ہے؟ اسلام کے معنے کامل طور پر سپرد کر دینے کے ہیں۔ اور جب تک کہ انسان اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی مرضی کے کامل طور پر

سُپرد نہیں کر دیتا۔ وہ نام میں تو مسلم ہوتا ہے۔ مگر حقیقت میں مسلم نہیں ہوتا۔ مگر کیا نام حقیقت کے مقابلہ میں کوئی حقیقت رکھتا ہے؟ کوئی نام نفع نہیں بخشتا۔ جب تک اسکے ساتھ حقیقت بھی نہ ہو۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ کی مرضی یہ ہے۔ کہ اس وقت وہ ان لوگوں کے ذریعہ سے اسلام کو فتح اور غلبہ دے۔ جو احمدیت سے منسوب ہیں۔ تو پھر اگر ہمارا یہ دعوےٰ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کو سب کچھ سپرد کر چکے ہیں۔ سچا ہے۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کی اس آواز پر لبیک کہیں جو اس زمانہ میں بلند کی گئی ہے۔ تمام نبی اور تمام قانون اسی لئے عزت کے مستحق ہوتے ہیں۔ کہ وہ اس ہستی کی طرف سے آتے ہیں۔ جو کبھی غلطی نہیں کرتی۔ اگر نوح ؑ کے زمانہ میں نوح ؑ کی آواز پر لبیک کہنا ضروری تھا۔ تو صرف اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بولتا تھا۔ اگر ابراہیم ؑ کے زمانہ میں ابراہیم ؑ کی آواز پر لبیک کہنا ضروری تھا تو صرف اسی لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بولتا تھا اور موسےٰ ؑ کے زمانہ میں اور پھر مسیح ؑ کے زمانہ میں ان کی زبان پر لبیک کہنا ضروری تھا۔ تو صرف اسی لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کے بلائے سے بولتے تھے۔ اور اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز پر لبیک کہنا ضروری تھا۔ تو صرف اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے اپنی طرف بلاتے تھے۔ ورنہ یہ لوگ ہمارے جیسے ہی آدمی تھے۔ اگر خدا تعالیٰ کی آواز ان کے پیچھے نہ ہوتی۔ تو ان کو کوئی رتبہ حاصل نہ تھا۔ پس اصل آواز خدا کی ہے۔ خواہ وہ کسی مُنہ سے نکلے۔ اس کا قبول کرنا ضروری ہے اس کی طرف سے بے پروائی کرنے سے کبھی روحانی ترقی حاصل نہیں ہو سکتی۔

پس اب جبکہ خدا تعالیٰ مسیح موعود ؑ میں ہو کر بولا ہے۔ تو ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے۔ کہ اس کی آواز کی طرف توجہ کریں۔ اور اپنی مرضی کو اس کی مرضی پر مقدم نہ کریں ٭

اے ہمشیرگان و برادران! آپ لوگوں نے خدا تعالیٰ کی رضاء کے لئے ایک قدم اٹھایا ہے۔ مگر کیا جب آپ کو معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ کی رضاء دوسرے قدم کے اُٹھانے کے بعد مل سکتی ہے۔ تو کیا آپ دوسرا قدم نہیں اُٹھائیں گے۔ اور صرف اس امر پر کفایت کریں گے۔ کہ جو ہم نے کرنا تھا۔ کر لیا۔ بیشک آپ کا حق ہے۔ کہ آپ اس امر پر غور کریں۔ کہ مدعی کا دعویٰ سچا ہے یا نہیں؟ اگر وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ثابت ہو۔ تو اس سے جھوٹوں والا سلوک کریں اور اگر وہ پاگل ثابت ہو۔ تو اس سے پاگلوں والا سلوک کریں۔ لیکن یہ آپ ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ کہ اگر وہ سچا ہے۔ تو بھی ہمیں اس کے قبول کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کا بغیر کسی جدید قانون کے آنا ہرگز اس امر کا ہمیں مجاز نہیں کر دیتا۔ کہ ہم اسے قبول نہ کریں۔ یوشع داؤدؑ۔ سلیمان۔ یوحنا۔ مسیح بغیر کسی قانون کے آئے تھے۔ مگر پھر بھی خدا تعالیٰ نے ان پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیا۔ حق یہ ہے۔ کہ نبی صرف نئی شریعت کے بیان کرنے کے لئے نہیں آتے۔ بلکہ بسا اوقات وہ نئی رُوح کے پیدا کرنے کے لئے ہی آتے ہیں۔ اور اس لئے ضرورت ہے۔ کہ لوگ ان سے تعلق پیدا کریں۔ پس خدا تعالیٰ اپنی رضاء کو ان کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے وابستہ کر دیتا ہے۔ تا لوگ مجبور ہوں۔ کہ ان کا ساتھ دیں۔ اور اس طرح وہ اتحاد پیدا ہو۔ اور وہ رُوح پیدا ہو۔ جس کے پیدا کرنے کے لئے ان کو بھیجا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اختلاف بُری چیز ہے۔ لیکن کونسا نبی آیا ہے۔ جس کے آنے سے بظاہر اختلاف نہ پیدا ہوا ہو۔ کیا موسیٰ کے وقت میں۔ کیا مسیح کے وقت میں۔ کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت میں اختلاف پیدا نہیں ہوا۔ کیا پھر باوجود اس کے خدا تعالیٰ نے ان نبیوں کو دعویٰ کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ ہم دُنیا میں ایک ڈاکٹر کو اس امر کا اہل سمجھتے ہیں کہ وہ جب سمجھے کہ ہمارے جسم کو چیرنے کی ضرورت ہے۔ اُسے چیرنے دیں کیونکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہماری صحت اس چیرنے پھاڑنے سے وابستہ ہے۔ مگر کیا یہ امر تعجب کے قابل نہیں۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کو اس کا اہل نہیں سمجھتے۔ اور اس کے فیصلہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ اس نے اختلاف کے سامان کیوں پیدا کئے۔ مگر حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کے ذریعہ اختلاف پیدا نہیں کرتا۔ بلکہ اختلاف کو ظاہر کرتا ہے۔ نبی سورج کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کے آنے سے لوگوں کی حالت ظاہر ہو جاتی ہے۔ جس طرح سورج کے نکلنے سے رنگوں کا اختلاف ظاہر ہو جاتا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ سُورج بُری چیز ہے۔ کیونکہ اس کے نکلنے سے دُنیا کی یکرنگی جاتی رہتی ہے۔ اور مختلف رنگ نظر آنے لگ گئے ہیں اور کئی چیزوں کی میل اور گندگی ظاہر ہو گئی ہے اگر سُورج کے نکلنے پر یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ اختلاف کو مُہیّا نہیں کرتا۔ بلکہ اختلاف کو ظاہر کر کے اس کے دُور کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور یہی وجہ ہے۔ کہ جس قدر نبی آئے ہیں پہلے ان کے زمانہ میں اختلاف ہوا ہے۔ پھر اُن کے ذریعہ اتحاد ہوا ہے۔ اگر وہ نہ آتے۔ تو اتحاد بھی کبھی نہ ہوتا۔

غرض اے عزیزو! اگر ایک مُدعی کی سچائی ظاہر ہو جائے تو اس قسم کے شبہات کی وجہ سے اس کے ماننے میں پیچھے نہیں رہنا چاہیئے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں۔ کہ مسیح موعود کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے کیا کچھ کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ مسلمان بیس کروڑ سے زیادہ ہیں۔ مگر کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ ان بیس کروڑ کو اسلام کی خدمت کی وہ توفیق نہیں ملی۔ جو مسیح موعود علیہ السلام کی پیدا کردہ قلیل جماعت کر رہی ہے۔ یہ امر اس امر کا ظاہر ثبوت ہے کہ اسلام کا مستقبل مسیح موعود کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور ہر شخص جو اسلام سے اُنس رکھتا ہے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کی جماعت میں داخل ہو کر اس ذمہ واری کو پُورا کرے۔ جو ہر فرد بشر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عاید کی گئی ہے۔ بے شک تکالیف ہوں گی۔ اور لوگوں کے طعنے بھی سننے ہونگے۔ مگر ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے یہ باتیں لازم رہی ہیں۔ اور آپ اس سے بچ نہیں سکتے۔ ان قربانیوں کے مقابلہ میں جو ہمیں سچائی کے قبول کرنے میں کرنا پڑی ہیں۔ اس عظیم الشان نتیجہ کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ جو ان قربانیوں کے بعد نکلے گا۔ اور اگر کوئی نتیجہ بھی نہ نکلے۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم جو کچھ مُنہ سے کہتے یا دل میں سمجھتے ہیں۔ اس کی سچائی کو اپنے عمل سے ثابت کر دیں؟

اے عزیزو! مَیں نے خدا تعالیٰ کا پیغام آپ کو پہنچا دیا ہے۔ اور اب مَیں خدا تعالیٰ کے سامنے بری الذمہ ہوں میں جب اللہ تعالیٰ کے تخت کے سامنے اپنی دنیاوی زندگی کو پُورا کر کے حاضر ہوں گا تو مَیں اُس سے کہوں گا کہ اے میرے رب مَیں نے تیرا پیغام کھلے لفظوں میں سُنا دیا تھا اس کا منوانا میرے اختیار میں نہ تھا۔ جو لوگ آپ میں سے ایسے ہوں کہ ابھی ان پر مسیح موعود کی سچائی نہ کھلی ہو۔ ان کو مَیں اس ذریعہ تحقیق کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جسے خود مسیح موعودؑ نے تجویز کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ متواتر کئی دن تک خدا تعالیٰ سے دُعائیں کر کے سوئیں کہ اے خدا! اگر یہ شخص سچا ہے۔ تو اس کی سچائی ہم پر کھولدے۔ اگر وہ ایسا کریں گے۔ تو یقیناً خدا تعالیٰ ان پر مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی اُن کے دل پر کھولدے گا۔ کیونکہ وہ اپنے بندوں کو گمراہ کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ان کی ہدایت چاہتا ہے۔ اور خدا کے فیصلہ سے اچھا فیصلہ اور کیا ہو سکتا ہے ٭

اے عزیزو! اب میں اس دعا پر اس پیغام کو ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کے دلوں کو کھول دے۔ اور سچائی کے قبول کرنے کی توفیق دے۔ تاکہ محنتیں ضائع نہ جاویں۔ اور ایسا نہ ہو۔ کہ ایک طرف تو آپ اپنے عزیزوں سے مذہب کی خاطر قطع تعلق کریں۔ اور دوسری طرف خدا تعالےٰ سے بھی آپ کا تعلق پیدا نہ ہو۔ اللّٰھم اٰمین ۔ اے اللہ تو ان لوگوں کو بھی جو اس وقت یہاں بیٹھے ہیں۔ اپنی مرضی کے سمجھنے اور اس پر چلنے کی توفیق دے اور ان کو بھی جو دنیا کے چاروں گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور اسی طرح تیری مخلوق ہیں۔ جس طرح ہم ہیں۔ تو رحم کرنیوالا مہربان ہے۔ آمین۔

سوال و جواب

جیسا کہ ابتدائی نوٹ میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت کا پیغام پڑھا جانے کے بعد سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اردو میں اس کا جواب دیتے۔ اور چودہری ظفر اللہ خاں صاحب فوراً ترجمان کی حیثیت سے اسے انگریزی میں بیان کرتے

(۱)

ایک سپر چولسٹ نے پردہ کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں۔ وہ کسی اور مذہب نے نہیں دیئے۔ اسلام عورت کی بہت عزت کرتا ہے۔ وہ ان کو اجازت دیتا ہے۔ کہ وہ مسجدوں میں جا کر عبادت کریں۔ لیکچر سن سکیں۔ اس وقت پردہ کی ضرورت مسلمان عورتوں کیلئے ایک پولٹیکل پردہ کا رنگ رکھتی ہے۔ حکمران قوم کی حالت اور ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی مسلمان عورت کی ہتک کرے۔ تو اس کا کیا انتظام ہو سکتا ہے۔ جو عورتیں کاروباری زندگی رکھتی ہیں۔ ان کے لئے پردہ کے حدود اور ہونگے۔ عورت کو اسلام نے جس حصّہ کے چھپانے کی اجازت دی ہے اسکو قائم رکھکر وہ اپنی تمام کاروبار سرانجام دے سکتی ہے۔ اور اس کا جسقدر رواج ہوگا۔ سوسائٹی کی اخلاقی حالت ترقی کرے گی ؛

(۲)

قرآن مجید خدا تعالےٰ کا کلام ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نہیں۔ قرآن مجید چونکہ خدا تعالےٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے اس لئے اس میں وہ تمام تعلیمات موجود ہیں۔ جو ہر زمانہ کے لئے مفید اور ضروری ہیں۔ چونکہ خدا تعالےٰ عالم الغیب ہے وہ جانتا ہے۔ کہ انسان کی کیا ضروریات کسی زمانہ میں ہونگی۔ اس کی اخلاقی اور روحانی ترقیات کے لئے جو کچھ بھی ضروری ہے۔ وہ سب موجود ہے ؛

(۳)

کاروباری زندگی میں عورتیں پردہ کی رعایت رکھ کر مردوں سے کوآپریٹ کر سکتی ہیں ؛

(۴)

ہمارا فرض یہی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے احکام لوگوں تک پہونچادیں۔ اور ان کو سمجھا دیں۔ ہم عمل پر ان کو مجبور نہیں کر سکتے۔ معقولیت کے ساتھ سمجھا سکتے ہیں۔ کسی حکم کی حکمت اور فوائد دلیل سے بتا سکتے ہیں۔ لیکن یہ کہ ہم اس پر عمل کرا دیں۔ یہ ہمارے اختیار کی بات نہیں۔ ہاں یہ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر معقولیت کے ساتھ سن لینے کے بعد بھی ایک حق کا انکار کرینگے۔ تو خدا کی طرف سے ایسے حالات پیدا ہو جائینگے جو انہیں اس کو تسلیم کرنا پڑے گا ؛

(۵)

انسان کی آزادی کی مثال ایسی ہی ہے۔ کہ جیسے ایک گھوڑے کے گلے میں رسی پڑی ہوئی ہو۔ اور وہ بہت لمبی ہو۔ اور وہ ادھر ادھر چرتا پھرتا ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ آزاد ہے۔ لیکن جب اس رسی کے انتہائی درجہ تک پہونچتا ہے۔ تب اسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ آزاد نہیں۔ بلکہ پابند ہے یہ خیال صحیح نہیں۔ کہ انسان آزاد ہے۔ اس آزادی کی ایک انتہا ہے۔

(۶)

جو لوگ خدا تعالےٰ کے ماننے والے ہیں۔ وہ یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ قیامت ہوگی۔ اور دنیا کا انجام ہوگا۔ تو اس صورت میں ان کو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ کوئی نہ کوئی آخری قانون ہے اور یہ قدرتی بات ہے۔ یہی ہم کہتے ہیں۔ کہ وہ آخری قانون قرآن مجید ہے۔ انسان کس قدر ترقی کرے۔ قرآن مجید اس کی ضروریات کے لئے کافی ہے ؛

ایک پروفیسر صاحب سے گفتگو

معمولی رسمی گفتگو مزاج پرسی وغیرہ سے شروع ہوئی۔ اس نے دریافت کیا۔ کہ آپ پیرس میں کب تک ٹھیرینگے۔ آپ نے فرمایا۔ ایک ہفتہ کے قریب ٹھیرنے کا ارادہ ہے۔ پھر اس نے پوچھا۔ کہ ہندوستان کے سوا آپ کا سلسلہ کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہندوستان تو سلسلہ کا مرکز ہی ہے۔ اسکے سوا تمام دنیا میں میری جماعت پھیلی ہوئی ہے۔ مغربی افریقہ۔ ماریشس۔ سیلون۔ افغانستان۔ بخارا۔ ایران۔ چین۔ سماٹرا۔ مصر۔ انگلستان۔ امریکہ۔ بلجیم۔ ہالینڈ۔ روس۔ جرمنی۔ آسٹریلیا غرض ہر حصہ دنیا میں یہ جماعت پھیلی ہوئی ہے۔ اور خدا کے فضل سے ترقی کر رہی ہے ؛

ہم نے شام اور سیریا کا سفر کیا ہے دمشق میں یہ حالت تھی۔ کہ ہر وقت کئی کئی سو آدمی کا مجمع رہتا تھا ہوٹل والے نے آخر دروازے بند کر دیئے۔ اور پولیس کو بلایا۔ لوگ ہوٹل کے نیچے کثیر التعداد میں جمع رہتے۔ اور پولیس سے جا کر اجازت لے لے کر آتے تھے۔ اور جب ہم وہاں سے بیروت کے لئے روانہ ہوا۔ تو باوجودیکہ کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ بعض جگہ مجمع سٹیشن پر ہو گیا ؛

حضرت مرزا صاحب پرافٹ احمد کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح پر حضرت موسیٰ۔ حضرت ابراہیم۔ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام نبی تھے۔ اسی طرح مسیح موعود بھی نبی تھے۔ ہاں ان کے متعلق ہمارا یہی ایمان ہے۔ کہ یہ نبوت ان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور فرمانبرداری کے طفیل ملی تھی۔ اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے۔ کہ وہ مسیح موعود ہے۔ جس مسیح کی آمد کا وعدہ عیسائیوں کو دیا گیا تھا۔ یا اسلام میں جس کی بشارت تھی۔ وہ مرزا احمد ہی تھے۔ اب کوئی وہ موعود نہیں آئے گا ؛ اور مسیح کی قوت وروحانیت میں آئے تھے۔ یہ نہیں کہ مسیح کی روح ان میں آگئی تھی۔ پس ہم حضرت مسیح موعود کے متعلق دو باتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ نبی تھے۔ دوسرے وہ مسیح کی سپرٹ اور طاقت لے کر آئے تھے۔ جب انسان کو خدا بنایا گیا یعنی مسیح کے متعلق لوگوں نے مبالغہ کر کے اس کو خدا قرار دیا۔ تو خدا تعالےٰ کی غیرت نے تقاضا کیا۔ کہ وہ دنیا پر مسیح کی حقیقت کو واضح کرے۔ چنانچہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم اور متبع کو یہ عزت دی۔ کہ وہ مسیح موعود ہوا۔ اور نبی اللہ ہو کر آیا تھا۔ تاکہ مسیح کی پوزیشن واضح ہو جاوے ؛

ایک عورت کے سوال کا جواب

اس مقام پر ایک عورت نے سوال کیا۔ کیا آپ ایمان رکھتے ہیں۔ کہ یہ سپرٹ پھر آئیگی ؟؟

حضرت:- موعود کا جہاں تک تعلق ہے۔ وہ پورا ہو چکا ہے ہاں اس کی روح اور قوت میں کوئی اور بھی آسکتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے یحییٰ کا آنا تھا۔ کہ وہ ایلیا کی روح اور قوت لے کر آئے۔ حضرت مسیح سے خود یہ سوال ہوا ہے۔ یہودیوں کا ملاکی نبی کی کتاب کے وعدہ کے موافق یہ عقیدہ تھا۔ کہ ایلیاء دوبارہ آئے گا۔ چنانچہ انہوں نے جب مسیح کا دعویٰ سنا۔ تو انہوں نے مسیح سے ایلیا کے آنے کے متعلق پوچھا۔ مسیح نے یہی جواب دیا۔ کہ وہ آنے والا تو آچکا ہے۔ اور وہ یوحنا بپتسمہ دینے والا ہے۔ مسیح نے اس طرح پر دوسری آمد کا خود فیصلہ کر دیا۔ کہ کسی کو دوبارہ آنے سے خود اس کا ہی آنا مراد نہیں ہوتا۔ بلکہ کوئی دوسرا شخص اس روح اور قوت سے آتا ہے۔ ایسا ہی مسیح نے متی کی انجیل میں یہ بھی کہا۔ کہ تم مجھے دوبارہ نہ دیکھو گے۔ اور پھر کہا ہے۔ مبارک ہے وہ جو

میرے نام سے آئے۔ اس میں بھی مسیح نے بتا دیا ہے۔ کہ مسیح کی دوبارہ آمد سے مراد روحانی آمد تھی۔ نہ کہ خود اپنا آنا۔ جو لوگ یہ خیال کر بیٹھے ہیں۔ کہ مسیح دوبارہ آئے گا۔ وہ غلطی پر ہیں۔ اگر قیامت تک بھی انتظار کریں۔ تو وہ نہیں آئے گا۔ آنیوالا آچکا اور مبارک وہ جو اس کو قبول کرتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہوگا۔ اور میں اسی آنے والے کا دوسرا خلیفہ ہوں جس طرح پر پیٹر (پطرس) دوسرا خلیفہ تھا۔

ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ نبی کی روح ہمیشہ اپنے متبعین میں کام کرتی رہتی ہے۔ جو شخص نبی کی کامل اتباع کرے گا۔ وہ ان برکات کو پالیگا۔ جو اس نبی کو دیئے جاتے تھے۔ اور اس کے ہاتھ پر نشان ظاہر ہونگے۔ مسیح نے بھی اسی لئے اپنے حواریوں کو کہا تھا۔ کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو۔ تو پہاڑ تمہارے کہنے سے اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے۔

ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ جو برکات دنیا کو دیئے گئے۔ وہ اب بھی موجود ہیں۔ ہم میں ہزاروں ایسے ہیں۔ جو ان برکات سے حصہ لیتے ہیں۔ میں خود اس معاملہ میں تجربہ کار ہوں۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے برکات اور فضل آتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے اکثر نشانات میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں۔ اور قبل از وقت اس نے مجھ کو بعض امور کی اطلاع دی۔ اور میری دعاؤں کو سنا اور قبول فرمایا۔ میں ان میں سے دو واقعات بتاتا ہوں۔

حضرت اقدس نے اس مقام پر ڈاکٹر مطلوب خاں کی وفات کی خبر اور اس کی وجہ سے اس کے بوڑھے والدین کے تصور سے اپنے قلب کی کیفیت اور پھر اس کی خارق عادت زندگی کی بشارت کا ملنا۔ اور اس کے زندہ رہنے کی خبر اور کیفیت کا علنا بیان کیا۔ عورت نے سن کر کہا۔ کہ فی الحقیقت یہ عجیب رویا ہے۔ پھر حضرت نے پلیگ کے متعلق واقعہ بیان کیا۔ کہ گورنمنٹ نے اعلان کر دیا۔ کہ اب پلیگ بالکل دور ہو گئی ہے۔ اور اب اندیشہ نہیں۔ مگر خدا تعالےٰ نے مجھے بتایا۔ کہ پلیگ کا دورہ ہوگا۔ اور خطرناک ہوگا۔ چنانچہ میں نے قبل از وقت اس کے متعلق ایک خطبہ پڑھا۔ جو اخبارات میں شائع ہو گیا۔ اس وقت ہمیں پلیگ کا نام و نشان نہ تھا۔ لیکن بعد میں جب یہ بھی رویا شائع ہو چکی۔ تو کچھ عرصہ کے بعد اس کا خطرناک دورہ ہوا۔ اور ڈیڑھ لاکھ کے قریب آدمی اس سے ہلاک ہوئے۔

میں نے انگلستان کے متعلق بھی ایک رویا دیکھا کہ میں ایک سمندر کے کنارہ پر ایک جرنیل کی حیثیت سے اتر رہا ہوں۔ اور خدا نے میرا نام ولیم دی کانکرر (فاتح ولیم) رکھا اس وقت یہاں آنے کا خیال بھی نہ تھا۔ پھر خدا تعالےٰ نے اس کے لئے عجیب سامان پیدا کئے۔ مذہبی کانفرنس کی طرف سے دعوت دی گئی۔ تب میں نے اپنی جماعت سے مشورہ کیا۔ مرکز سے میرا باہر نکلنا بہت ہی مشکل ہے۔ جماعت کی تنظیم اور تربیت بہت بڑا کام ہے۔ مختلف محکموں کے سکرٹریوں کو ہدایات دینا اور ان کے کام کی نگرانی دنیا کے ہر حصہ کے خطوط کا پڑھنا۔ اور ان کے جوابات کے لئے ہدایات یہ اتنا بڑا کام ہے۔ کہ بعض اوقات میں صبح سے لے کر آدھی رات سے زیادہ تک کام کرتا ہوں۔ جماعت نے مجھے یہاں خود آنے کا مشورہ دیا۔ اور خدا نے اس کے لئے آپ سامان پیدا کئے۔ اور میرا یہاں آنا ہوا ہے۔ اور اس کا جو نتیجہ اور اثر ہے۔ وہ ظاہر ہے۔

پہلی بات جو لوگوں کو سلسلہ احمدیہ کے متعلق روکتی تھی وہ یہ تھی۔ کہ وہ اسے ایک گمنام تحریک سمجھتے تھے۔ مگر میرے آنے کے بعد یہ ظاہر ہو گیا۔ کہ یہ عظیم الشان تحریک ہے۔ اب لوگوں کے دل کھل گئے ہیں۔ اور وہ اس کے سننے کے لئے تیار ہیں۔ مجھے انگلستان کے بڑے بڑے آدمیوں نے کہا ہے۔ کہ یہاں ۵۰ فیصدی سے زیادہ لوگ آپ کی تحریک سے واقف ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر پروفیسر نے اور اس کی سکرٹری نے کہا۔ کہ آپ نے موقعہ عظیم حاصل کر لیا۔

اس کے بعد حافظ صاحب نے نیّر صاحب کے اعلان کے موافق تلاوت کی۔ اور پھر سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

احمدیوں سے غیر احمدیوں کا سلوک

ایک پیرجوسٹ:۔ میں نے جناب سے بہت باتیں کی ہیں مگر میں ایک سوال اور پوچھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ عام مسلمانوں کا احمدیہ موومنٹ کی طرف کیسا ہے۔ جو ایسی موومنٹ ہے کہ سرعت سے پھیل رہی ہے۔

حضرت:۔ ہماری جماعت کا ۹۷ یا ۹۸ فیصدی حصہ مسلمانوں میں سے ہی آیا ہے۔ اور باقی ۲ یا ۳ فی صدی وہ لوگ ہیں۔ جو غیر اقوام سے آئے ہیں۔ جو لوگ مسلمانوں میں سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔ اور جو غور و فکر کرتے ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور ہر طبقہ کے لوگ ہمارے ساتھ ملے ہیں علماء اسلام۔ تاجر۔ زمیندار۔ گریجوئیٹس وغیرہ۔

جو لوگ ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ یا تو وہ اپنی ذاتی اغراض اور مفاد کی بنا پر کرتے ہیں۔ اور بعض ناواقفیت کیوجہ سے جن لوگوں کا اختلاف ناواقفیت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ وہ واقفیت ہونے پر ہماری طرف آرہے ہیں۔ اور نفس مخالفت کوئی چیز نہیں۔ جب کوئی نیا نبی آتا ہے۔ تو لوگوں نے اس کی مخالفت کی ہے۔ مگر اس مخالفت میں اس کا کامیاب ہونا اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہوتا ہے۔ اسی طرح ہماری مخالفت بھی ہوئی۔ اور بہت ہوئی۔ مگر خدا تعالےٰ نے جیسا کہ بانی سلسلہ حضرت مسیح موعود کو پہلے سے خبر دی تھی۔ کہ مخالفت ہوگی۔ اور باوجود مخالفت کے خدا کامیاب کرے گا۔ ایسا ہی ہوا۔ ہر قسم کے لوگوں نے مخالفت کی۔ اور خدا تعالےٰ نے ہر جگہ ہماری تائید کی۔ اور اب یہ حالت ہے۔ کہ جو مخالف ہیں۔ وہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ کہ جماعت اسلام کی خدمت اور اشاعت کرنے میں اپنی نظیر آپ ہے۔ اور جماعت کی عملی حالت کے دوسروں کے مقابلہ میں اعلیٰ ہونے کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ تعلیم یافتہ طبقہ ہماری طرف آرہا ہے۔

افریقہ میں اشاعت اسلام

ایک اور شخص:۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ افریقہ میں بمقابلہ عیسویت کے اسلام کیوں سرعت سے پھیل رہا ہے۔

حضرت:۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ تمام انسان ایک ہی حالت میں ہوں۔ ان کے اندر انقلاب ہوتے رہتے ہیں۔ کسی مذہب کی حقیقی کامیابی کے لئے ایک وجہ یہ ہے۔ کہ اس کے اندر ہر طبقہ کے لوگوں کی اصلاح کی قوت ہو۔ اس کی تعلیم معقول اور موثر ہو۔ اور قابل عمل ہو۔ پھر اس تعلیم کے ثمرات اور نتائج ہمیشہ نظر آسکیں۔ اور یہ اصلاح کسی ایک طبقہ کی نہیں۔ بلکہ ادنیٰ و اعلیٰ سب کی اصلاح کر سکے۔ اور ہر طبقہ کے لوگوں کو اس سے اوپر لے جا سکے۔ عیسائیت حقیقی اصلاح نہیں کر سکتی۔ اور اسلئے عملاً وہ ناکام ثابت ہو چکی ہے۔ اس میں ایک حصہ پر زور دیا گیا۔ اور دوسری اخلاقی قوتوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ مثلاً ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کی تعلیم بظاہر بہت خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ مگر ہر شخص جو عیسائی بھی ہے۔ یہ سمجھتا ہے۔ کہ یہ تعلیم عمل کے قابل نہیں۔ غرض عیسائیت ایسی ناکام ثابت ہوئی ہے۔ کہ جو لوگ قومی حیثیت سے عیسائی ہیں۔ وہ مذہبی طور پر عیسائی نہیں برخلاف اس کے اسلام انسان کی تمام اخلاقی قوتوں کی تربیت کرتا ہے۔ اور اس کی روحانیت کو نشو و نما دیتا ہے۔ اور اس تعلیم کے ثمرات موجود ہیں۔ اس کے اصول ایسے سادہ اور فطرت کے مطابق ہیں۔ کہ ہر شخص اگر تعصب نہ کرے۔ ان کے ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ غرض اسلام اپنی تعلیم کے کمال اور اس کی آسانی اور اس کے موثر ہونے کی وجہ سے اور اس لحاظ سے کہ وہ تمام قوتوں کی تربیت کرتا ہے۔ کامیاب ہے۔ اور عیسائیت اس کے مقابلہ میں ناکام ہے۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام

ایک دوسرا شخص:۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ امریکہ میں آپ نے مشنری بھیجا ہے۔ اور وہاں جماعت ترقی کر رہی ہے۔ کیا آپ مجھے مطلع کریں گے۔ کہ اب کیا حالت ہے۔

جواب :- پچھلے سال وہاں تین سو آدمیوں نے بیعت کی ہے۔ اور اسی طرح رفتار ترقی ہے۔ کل یہاں تین آدمیوں کے خطوط میرے پاس امریکہ سے آئے ہیں۔ امریکہ کے تین مختلف شہروں کے بڑے آدمی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ اگر میں امریکہ جاؤں تو وہ ہر طرح مدد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ایک خط بوسٹن سے آیا ہے۔ دوسرا نیویارک سے۔ اور تیسرے کا پتہ اس وقت یاد نہیں ؛

مگر میں سلسلہ کی اہم مرکزی ضروریات کی وجہ سے نہیں جا سکتا تاہم اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ امریکہ میں لوگوں کو بہت توجہ ہو رہی ہے

قرآن اور بائبل کا مطالعہ

تیسرا شخص :- اگر انسان تعصبات سے الگ ہو کر قرآن اور بائبل کا مطالعہ کرے۔ اور مقابلہ کرتا جاوے۔ تو کیا اس طرح پر مطالعہ کرنے سے اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت مسیح پر کھل جائیگی۔ اور مسیح موعود کی فضیلت بھی ؛

حضرت :- محض پڑھ لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ مطالعہ سے پہلے ایک تو اس مقصد کو قائم کر لینا چاہیئے۔ جس کے لئے وہ مطالعہ شروع کیا ہے۔ دوسرے ایک معیار مقرر کرنا ہوگا۔ کہ فضیلت اس کے لحاظ سے ثابت ہوگی ؛

اگر مطالعہ کرنے والا صحیح نقطہ خیال کو مد نظر رکھیگا۔ تو وہ صحیح نتیجہ کو پالے گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت مسیح پر بہت طریقوں سے ثابت ہے۔ اور واضح ہے۔ کیا بلحاظ تعلیم کے کیا بلحاظ تعلیم کے اثرات کے۔ اگر ایک بات لی جاوے اور اس میں مسیح کی تعلیم اور اس کے اثرات کو دیکھیں اور بالمقابل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اس کے نتائج کو دیکھیں تو حیرت انگیز فرق اور امتیاز معلوم ہوتا ہے۔ اور انسان کو ماننا پڑتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم افضل ہیں۔ حضرت مسیح کوئی شریعت لیکر نہ آئے تھے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک دائمی شریعت اور کامل قانون اور کتاب لیکر آئے۔ اور پھر حضرت مسیح کی تعلیم اخلاقی صرف ایک پہلو پر زور دیتی تھی۔ قطع نظر اس کے کہ اس سے کوئی اصلاح ہو سکتی ہو یا نہو۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے۔ وہ یہی نہیں۔ کہ تمام پہلوؤں کی تربیت کرتی ہے۔ بلکہ وہ ایسی کامل ہے۔ کہ وہ اصلاح کی قوت اپنے اندر رکھتی ہے پھر مسیح یہی نہیں کہ کوئی نئی تعلیم نہیں لایا۔ بلکہ اس نے اقرار کیا۔ کہ کوئی نئی بات لیکر نہیں آیا۔ جیسا کہ پہاڑی وعظ میں اس نے اقرار کیا ہے ؛

پس اس غرض کے لئے متقابل مطالعہ شروع کرنے سے پہلے معیار صداقت و فضیلت قائم کرنا چاہیئے۔ اور ایک ایک بات لے کر دیکھا جاوے۔ قرآن اور بائبل کا آپ مقابلہ کریں گے۔ تو صاف کھل جائے گا۔ کہ قرآن کریم کی تعلیم بہت اعلیٰ ہے۔ اور مسیح صرف ایک محدود قوم اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کے لئے آیا مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت عالمگیر تھی۔ وہ کل نوع انسان کے لئے ہمیشہ کے لئے نبی ہو کر آئے ؛

مسیح موعود کا مسیح سے افضل ہونا۔ یہ مسئلہ بھی مشکل نہیں قرآن کریم ایک اصل بتاتا ہے۔ کہ مذہب سوسائٹی کی ترقی کے ساتھ ترقی کرتا ہے۔ اور ایک قسم کا ارتقاء مذہب میں بھی ہوتا رہتا ہے۔ اور وہ ارتقاء خدا تعالےٰ کے خلفاء کے ذریعہ ہوتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ سے وحی پا کر پیش کرتے ہیں۔ پس جو پہلے کے بعد آئیگا۔ وہ یقیناً اس سے اس حالت موجودہ کے لحاظ سے افضل ہوگا۔ لیکن احمدؑ کی فضیلت دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی فضیلت ہے۔ کہ آپ کی تعلیم اور اسکے اثر سے اسکے غلاموں میں مسیح کے مقام کو پالیتا ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ جاتا ہے نبی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ یا تو شریعت لیکر آتے ہیں اور یا وہ پہلے نبی کے متبع ہوتے ہیں ؛

شریعت چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اور آپ ایسی کامل شریعت اور کتاب لائے۔ کہ اب قیامت تک کی انسانی اخلاقی اور روحانی ترقیات کے لئے اس میں اثر اور قوت موجود ہے۔ اس لئے آئیندہ خدا کے روحانی فضل اور برکت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا۔ اور حضرت احمدؑ نے آپ ہی سے پایا۔ اور اب احمدؑ کے متبعین احمدؑ کی بتائی ہوئی راہ پر چل کر ان برکات اور فضلوں کو حاصل کر رہے ہیں۔ اور وہ برکات اب مسیح کے متبعین میں نہیں ہیں۔ ان کو بارہا اس مقابلہ کے لئے حضرت مسیح موعود نے بلایا۔ اور کوئی سامنے نہیں آیا۔ اور اب بھی نہیں آسکتا۔ پس مسیح موعود کے ثمرات جاری ہیں۔ اور مسیح کے ختم ہو چکے۔ اس سے مسیح کی پوزیشن سمجھ میں آجاتی ہے ؛

مسیح موعود اور حضرت مسیح کی روح

ایک سپرچولسٹ :- کیا مسیح موعود احمدؑ میں مسیح کی روح آگئی تھی۔ یا اس کے روح کے اثر کے نیچے مسیح موعود کام کرتے تھے۔

حضرت :- ہم تناسخ کے قائل نہیں ہیں۔ کہ یہ تسلیم کریں۔ کہ مسیح کی روح مسیح موعود میں آگئی۔ اور نہ ہم اس بات کے قائل ہیں۔ کہ ان کی روح کے اثر کے نیچے وہ کام کرتے تھے ؛

ہمارا عقیدہ یہ ہے۔ کہ جو روح چلی جاتی ہے۔ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آتی۔ اور نہ اس روح میں یہ طاقت ہوتی ہے۔ کہ وہ دوسرے پر اثر ڈال سکے۔ ہم تو خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ نبیوں سے کلام کرتا ہے۔ اور جب وہ کسی شخص کو کسی پہلے شخص کے نام پر بھیجتا ہے۔ تو اس کی روح میں ہی وہ قوت اور اثر پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ اس سے پہلے شخص سے مشابہ ہو جاتا ہے۔ چونکہ پہلے شخص کے ساتھ اس کو مشابہت ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو بھی اس سے ایک تعلق ہوتا ہے ؛

حضرت مسیح موعود کی روح کو حضرت مسیح کی روح سے مشابہت تامہ ہے۔ ایسی کہ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے مسیح کو کشف میں بحالت بیداری دیکھا۔ اور مسیح نے حضرت مسیح موعود سے ملکر کھانا کھایا۔ ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ نے بارہا دیکھا۔ اور آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی شدید اور قوی تعلق ہے۔ کہ گویا آپ ہی کے خاندان کے ایک فرد اور بمنزلہ اولاد کے ہیں ؛

ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ تمام ارواح کی ہدایت اللہ تعالےٰ کیطرف سے ہوتی ہے۔ ایک پیغمبر اگر اپنی اخلاقی اور روحانی طاقتوں میں دوسرے سے مشابہ ہو۔ تو ان کو باہم ایک تعلق ہوتا ہے۔ اور وہ پیغمبر دوسرے جہان میں اس کے مقاصد اور اغراض کی کامیابی کیلئے دعا کرتا ہے۔ احمدؑ کے متعلق ہمارا یہی عقیدہ ہے۔ کہ مسیح کو ان کیساتھ ایسا ہی تعلق ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں ؛

ایک عورت کے عجیب سوالات

ایک عورت نے حضرت کو اس قدر محنت کرتے ہوئے دیکھ کر حیرت سے سوال کیا ؛

عورت :- آپ ہندوستان جا کر خوش ہونگے ؟

حضرت :- میں اپنے کام میں جا کر خوش ہوں گا۔ کیونکہ میں اپنے ہیڈ کوارٹر میں بہت اور بہتر کام کر سکوں گا۔ میری خوشی کا یہی موجب ہے۔ ورنہ ہندوستان جانا یا یہاں آنا کوئی خوشی کا موجب نہیں۔ میری ساری خوشی کام کرنے میں ہے ؛

عورت :- کیا آپ کام کرنا بہت پسند کرتے ہیں ؛

حضرت :- یہ میرے متبعین سے پوچھو۔ میں صبح سے لے کر آدھی رات تک کام کرتا ہوں۔ لوگوں کو سلسلہ کی تعلیم دیتا ہوں۔ انتظام جماعت کے جو افسر اور دفاتر ہیں۔ ان کی نگرانی کرتا ہوں۔ اور ان کو ہدایت دیتا ہوں۔ کئی سو خطوط روزانہ دنیا کے مختلف حصوں سے آتے ہیں۔ ان کو خود پڑھتا ہوں۔ اور جواب کے لئے سکرٹریوں کو ہدایات دیتا ہوں ؛

عورت :- کیا آپ آدمیوں سے ملتے ملتے تھک جاتے ہیں ؛

حضرت :- کیا کوئی عزیزوں سے تھک جاتا ہے۔ کیا تو تھکا جاتی ہے۔ میری خوشی اور آرام تو ان لوگوں سے ملنے ہی میں ہوتی ہے۔ وہ خدا کے لئے آتے ہیں۔ پھر میں خدا کے مہمانوں سے تھک جاؤں۔ جو میری خوشی کا سرچشمہ ہے ؛

عورت :- یہ طاقت آپ کو کہاں سے ملتی ہے ؛

حضرت :- اس سے جو ساری طاقتوں کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ میرا خدا ہے ؛

عورت :- کیا یہ صرف آپ کا خیال ہی ہے ؟

حضرت :۔ خیال کیا ہوتا ہے۔ یقین اور امر واقعہ ہے۔ میں تم سے باتیں کرتا ہوں۔ اس کو کیا خیال کہہ سکتا ہوں۔ پھر جب میں نے خدا کا کلام خود سنا ہے۔ اور اس سے باتیں کی ہیں۔ تو میں اس کا نام خیال کیسے رکھ سکتا ہوں۔ کام کرنے کا یہ طریق ہمارے امام نے بتایا ہے۔ اور اس نے کر کے دکھایا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس کو ایسے وقت میں جب وہ اکیلا تھا۔ فرمایا کہ لوگ تیرے پاس کثرت سے آئیں گے۔ ان سے تھکنا نہیں۔ پس میں نے اس کو دیکھا کہ ہزاروں آدمی آتے۔ اور وہ کبھی نہ گھبراتا اور نہ تھکتا۔ پھر خدا نے جب وہ جماعت میرے سپرد کی۔ کیا میں اس سے گھبرا سکتا ہوں۔ ہم کو ہمارے امام نے اپنے عمل سے کام کرنا ہی نہیں سکھایا۔ بلکہ یہ بھی بتایا کہ ہم دوسروں کے لئے جئیں ؛

عورت :۔ آپ کتنی مرتبہ نماز پڑھتے ہیں!

حضرت :۔ پانچ وقت۔ لیکن اگر کوئی دینی کام ہو۔ اور اس کی وجہ سے مصروفیت ہو۔ یا اور ایسے مجبوری کے اسباب ہوں۔ تو دو نمازیں ملا کر بھی پڑھ سکتے ہیں ؛

عورت :۔ کیا آپ مذہب میں متعصب ہیں۔ (اس سے اسکی مراد یہ تھی۔ کہ جو آپ کے مذہب کو نہیں مانتے۔ ان سے نفرت کرتے ہوں یا ان پر سختی کرتے ہوں)

حضرت :۔ میں متعصب کیونکر ہو سکتا ہوں۔ اور کسی مخالف سے نفرت کیسے کر سکتا ہوں۔ میں تو چاہتا ہوں۔ کہ سب کے سب حق کو قبول کریں۔ اگر میں نفرت کروں۔ تو میری بات کیونکر سنیں۔ میں ان لوگوں سے جنہوں نے مان لیا پیار کرتا ہوں۔ کہ وہ میرے عزیز ہیں۔ اور میں ان لوگوں سے جنہوں نے نہیں مانا پیار کرتا ہوں۔ کہ وہ بیمار ہیں اور میری ہمدردی کے زیادہ مستحق ہیں۔ میرے لئے نفرت کا کوئی موقعہ ہی نہیں۔ میری جماعت کے لوگ دکھ اٹھاتے ہیں۔ دکھ دیتے نہیں ابھی افغانستان میں میری جماعت کے ایک واعظ کو وہاں کی حکومت نے سنگسار کرا دیا۔ اس سے پہلے بھی دو شہید ہوئے۔ اور جگہ بھی لوگ تکلیف دیتے ہیں۔ ہم صبر کرتے ہیں۔ اور ان سے ہمدردی کرتے ہیں۔ کہ وہ نادان ہیں ؛

عورت :۔ میں مانتی ہوں۔ کہ ایک خدا ہے۔ بس یہ کافی ہے۔ پھر اور نہ جاننے کی کیا ضرورت ہے ؛

حضرت :۔ جب ایک خدا مانتی ہو۔ تو اس کے حکم کے موافق عمل کی بھی ضرورت ہے۔ اگر کوئی حکم نہیں مانتی ہو۔ تو پھر خدا کے ماننے کا دعویٰ صحیح نہیں ہے۔ کیا ہو سکتا ہے کہ بادشاہ کا اقرار کرے۔ اور کہدے۔ کہ اس کے قانون کی کیا ضرورت ہے!

عورت :۔ مجھے اس تکلیف میں پڑنے کی ضرورت نہیں ؛

حضرت :۔ نہیں اس کی ضرورت ہے۔ کیا صرف پانی کا علم دکھو … جائیگی۔ ضروری ہے۔ کہ پانی پی کر پیاس بجھاؤ۔ خدا تعالےٰ کو جب مان لیا ہے۔ تو اس کے احکام کی تعمیل کرو۔ کہ تم اسکی رضا اور برکات کو حاصل کر سکو۔ ایک قدم اور آگے بڑھانا چاہئیے جب تم ایک مذہب کو سچا مان لو۔ تو پھر اس کی اتباع لازمی ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ نے مجھے آپ کہا۔ کہ اسلام سچا مذہب ہے

عورت :۔ کیا تم ایسا خیال کرتے ہو!

حضرت :۔ میں نے ابھی کہا ہے۔ کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔ اس سے باتیں کی ہیں۔ اس نے قبل از وقت مجھے بہت سی باتیں بتائی ہیں۔ اور وہ پوری ہوئی ہیں (پیگ وغیرہ کے متعلق دو بتائے)

اس سلسلہ کلام میں صفائی کا ذکر آیا۔ حضرت نے فرمایا بے شک ہمارے مکان ایسے صاف نہیں۔ جیسے یہاں کے ہیں۔ اس کی وجہ اور اسباب اور ہیں۔ وہاں جھکڑ چلتے ہیں۔ آندھیاں آتی ہیں۔ وہ صفائی رہ نہیں سکتی۔ لیکن ہمارے جسم تم سے زیادہ صاف ہیں۔ اور طہارت اور نظافت اسلام کی خاص تعلیم ہے کیا آپ دیانتداری سے کہہ سکتی ہیں۔ کہ ہم لوگ لنڈن کے لوگوں سے زیادہ صاف نہیں۔ جس قدر ہم نظافت کا خیال رکھتے ہیں۔ آپ لوگ نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے کہ ہم کو مذہب نے یہی تعلیم دی ہے۔ عبادت کے لئے صاف لباس اور صاف جسم ضروری ہے۔ ہر نماز کے ساتھ وضو ضروری ہے ؛

پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمایا۔ کہ والدین کا فرض ہے۔ کہ اپنی اولاد کو غلطیوں اور بدیوں سے آگاہ کریں۔ جن میں مبتلا ہو کر وہ برباد ہو جاتے ہیں۔ اور وہ دوسروں سے ان کو سیکھتے ہیں۔ اگر ان کو تعلیم دی جاتی۔ تو وہ محض سبق سیکھتے۔ لیکن جب تعلیم نہ ہو تو پھر دوسروں سے وہ عمل کے طور پر سیکھتے ہیں۔ اخلاقی تعلیم بطور سبق کے ہو۔ اور اس میں ان آفات سے بھی بچنے کی تعلیم ہو۔ جو ان کو اخلاقی طور پر تباہ کر دیتی ہیں ؛

جماعت احمدیہ سیلون کے ایک مخلص ممبر کا انتقال

یہ خبر نہایت افسوس سے سنی جائیگی۔ کہ سیلون کی نہایت پرجوش احمدیہ جماعت کے ایک نہایت مخلص اور خدمات دین میں مصروف رہنے والے بھائی بی ڈبلیو لائی فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ صاحب ان اصحاب میں سے ایک تھے۔ جن کے ذریعہ سنہ ۱۹۱۵ء میں سیلون میں جماعت احمدیہ قائم ہوئی۔ سال حالی کے ماہ جنوری میں انہیں انجمن کے انگریزی اخبار میسیج کا ایڈیٹر منتخب کیا گیا تھا۔ آپ کئی سال سے بطور انجمن احمدیہ کے آنریری سیکرٹری اور اخبار کے اسسٹنٹ ایڈیٹر کے خدمات سرانجام دیتے رہے تھے۔ مالی طور پر انجمن کی بہت مدد کرتے تھے۔ ان کی وفات سے جماعت احمدیہ سیلون ایک نہایت پرجوش اور مخلص ساتھی کی خدمات سے محروم ہو گئی ہے۔ ہماری دعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ مرحوم کو اپنے فضل اور رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔ اعلےٰ سے اعلےٰ مراتب عطا کرے اور جماعت سیلون کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے احباب مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کریں۔ نیز جماعت سیلون کی ترقی اور مخالفین کی تکالیف سے محفوظ رہنے کی دعا فرماویں ؛

برادر مرحوم کی وفات کا ذکر اور ان کے مختصر حالات سیلون کے انگریزی اخبار ونے بھی شائع کئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرحوم اپنے تقوی اور نیکی شرافت اور اعلیٰ کریکٹر کی وجہ سے غیروں میں بھی نہایت وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے ؛

دیگوں کے متعلق اعلان

الحمد للہ کہ خدا کے فضل و کرم سے میری تحریک ضائع نہ گئی۔ اس وقت تک بیس دیگوں کے آرڈر جلسہ سالانہ کے لئے ہم کو موصول ہو چکے ہیں۔ جن میں سے اکثر دیگیں بھی پہنچ گئی ہیں۔ اب صرف اٹھارہ دیگیں باقی ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ تمام احباب پھر اس تحریک کی طرف توجہ فرماویں گے۔ اور اپنے متوفی رشتہ داروں کی روح کو صدقہ جاریہ پہنچانے کے لئے ایک نہ ایک دیگ لنگر خانہ کو بنوا دینگے۔ میں پہلے شائع کر چکا ہوں۔ کہ حضرت ام المومنینؓ نے ایک دیگ جلسہ کے لئے وعدہ کی تھی۔ اب میں یہ شائع کرتا ہوں۔ کہ حضرت ام المومنینؓ نے دو دیگیں جلسہ کیلئے عنایت فرمائی ہیں۔ جن میں سے ایک حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے عنایت فرمائی ہے۔ میں کامل وثوق رکھتا ہوں۔ کہ ذی ثروت احباب فوری توجہ فرماوینگے۔

سید محمد اسحاق۔ خادم جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۲۴ء

ماریشس میں اشاعت احمدیت

مفصلہ ذیل اشخاص مولوی صوفی غلام محمد صاحب مبلغ ماریشس کے ذریعہ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ (۱) علی حسین امید تریانون ماریشس۔ (۲) مسٹریم علی حسین تریانون ماریشس (۳) محمد سیرن امید تریانون ماریشس (۴) غلام حسین امید تریانون ماریشس (۵) عثمان تریانون ماریشس (۶) مسٹریم عثمان تریانون ماریشس (۷) بجو تعبیر محمد بیلی روز ماریشس (۸) موسے رجب علی مار لبر ماریشس (۹) مسٹریم رجب علی مار لبر ماریشس (۱۰) یونس رجب علی مار لبر ماریشس (۱۱) دل محمد تربولے ماریشس (۱۲) مسٹریم دل محمد تربولے ماریشس (۱۳) محمد مقصاب بیل (۱۴) مسٹریم تریانون ماریشس (۱۴) ولی محمد نور دعلی گران بیٹ ماریشس (۱۵) سلیمان علی یاد گران نے ماریشس (۱۶) عثمان علی یاد گران نے ماریشس ؛

(باہتمام محمد احمد پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)